جناب راسخ عرفانی

فقرِ درویش

حرصِ منعم ہے کہ قاروں کا خزینہ چاہیے
فقرِ درویش فقط نانِ شبینہ چاہیے

دل وہی دل ہے جو بطحا کی تمنا رکھے
آنکھ وہ آنکھ ہے جو دیدِ مدینہ چاہیے

چشمِ مشتاق چمن زارِ محمدؐ ڈھونڈے
جذبِ دل رفعتِ فردوس کا زینہ چاہیے

اور مانگے بھی تو کیا بابِ خدا سے مانگے
اور کیا چاہیئے جسے شاہِ مدینہ چاہیے

یاس و امید کے عالم میں ہے معیارِ وفا
زندگی چاہیے کہ مرنے کا قرینہ چاہیے

میں بھی اس کا ہوں مری جاں بھی امانت اس کی
خونِ دل نذر کروں گر وہ پسینہ چاہیے

جامِ دیدہ ہے کہ خوں سے بھی تہی ہے راسخ
جوشِ گریہ ہے کہ ساون کا مہینہ چاہیے